© rasailojaraid.com

جناب مولانا مفتی محمد فرید صاحب دارالعلوم حقانیہ

تحدید ملکیت زمین کے دلائل کا ایک جائزہ

اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں

ملک کے متموّل اور فقراء کے درمیان معاشی تفاوت اور اقتصادی بدحالی کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ اللہ کے مقرر کردہ اصول اور احکام سے بُعد ہوتا گیا۔ اموال کے حقوق ادا نہ ہوئے اور استحصال زر میں حلال وحرام کی تمیز نہ کی گئی، نتیجہ میں وہ شدید بحران رونما ہوا جس سے پورا ملک دوچار ہے۔ اس کا علاج زمینوں کی ملکیت کی حد تک اکثر سیاسی جماعتیں یہ تجویز کر رہی ہیں کہ زمین کی ملکیت کی ایک خاص حد مقرر کی جائے۔ یہاں تک کہ بعض مذہبی جماعتوں سے بھی اس سلسلہ میں بے احتیاطی ہوئی اور عارضی طور پر یا مستقلاً تحدید ملکیت زمین کو اپنے منشوروں میں جگہ دی حالانکہ معاشی بے اعتدالی اور بدحالی کے فساد کا علاج تحدیدِ ملک سے نہیں ہو سکتا۔ عملی اور واقعاتی تجزیہ کرنے سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو سکتی ہے۔ کہ اس علاج سے مرض تو زائل ہو نہیں سکتا۔ مگر دین میں بلا دلیل ایک گونہ تحریف و ترمیم کا ارتکاب ہو جائے گا۔ اور مسئلہ بھی اپنی جگہ لاینحل رہے گا۔

اگر زمینداروں کے پاس سو سوا سو ایکڑ زمین چھوڑ کر زائد اس سے لے لی جائے اور حکومت اس زائد زمین کو ملک کے تمام بے زمین افراد پر موافق ضرورت تقسیم کرلے تو ملک کی آبادی کے تناسب سے یہ محدود زمین ہرگز سب افراد تک نہیں پہنچ سکتی۔ بعض کو دی جائے اور بعض محروم رہیں۔ تو فساد اپنی جگہ قائم رہا۔ پھر اس تحدید شریعت کے کئی احکام مثلاً میراث وغیرہ منسوخ اور معطل ہو جائیں گے۔ پھر جبکہ بسا اوقات اربابِ اقتدار ایسے عارضی اور مصلحتی قوانین کو دائمی حیثیت دے دیتے ہیں تو قانونِ وراثت مستقل طور پر معطل ہو کر رہ جاتا ہے۔ یہ تحدید سوشلزم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کیلئے سنگ بنیاد ہے، کیونکہ تحدید ہی کے دلائل سے سرے سے شخصی ملکیت میں نفی ہو سکتی ہے۔

(ج) جن نظائر اور شواہد کو کھینچ تان کر تحدید ملکیت کے لئے وجہ جواز بنایا جاتا ہے: تاکہ روٹی کا مسئلہ حل ہو سکے ٹھیک اسی طرح عزل، اسقاط حمل وغیرہ نظائر و شواہد کے بنا پر تحدید نسل (خاندانی منصوبہ بندی) کیلئے بھی وجہ جواز نکالی جا سکتی ہے تاکہ روٹی کا مسئلہ حل ہو سکے۔ اگر وہ تحدید جائز نہیں تو یہ کیوں جائز ہے۔؟

نظائر اور شواہد کا جائزہ | بعض حضرات نے حاکم وقت کو اقتصادی بدحالی دور کرنے کے لئے تحدید ملکیت کے اصول بنانے کا اختیار دیا ہے اور اسی ضمن میں کچھ دلائل پیش کئے ہیں۔ ہم اس کا بھی مختصراً جائزہ لینا چاہتے ہیں۔

(الف) اس میں شک نہیں کہ فقراء اور مساکین کو اگر ضروریات زندگی میسر نہ ہوں اور ہلاکت کا خطرہ ہو تو حکومت ذخیرہ اندوزی کرنے والوں سے جبری طور پر غلہ وغیرہ لیکر فقراء کی حاجت برآری کر سکتی ہے اور فقراء بھی براہ راست اضطراری حالت میں بغیر رضاء مالک غلہ وغیرہ لیکر اپنی ضروریات میں خرچ کر سکتے ہیں۔ مگر دونوں صورتوں میں لازمی ہے، کہ تنگی اور ضرورت ختم ہونے پر اس کے مالکوں کو معاوضہ دیا جائے۔ قال فی الدر المختار لو خاف الامام علی اہل بلد الھلاک اخذ الطعام من المحتکرین وفرق علیھم فاذا وجد واسعۃ ردوا مثلہ ومن اضطر لمال غیرہ وخاف الھلاک تناولہ بلا رضاہ ونقلہ الزیلعی عن الاختیار واقرہ۔ (الدر المختار ج ص)

اور علامہ ابن حزم ظاہری نے بھی المحلی ج ۵ ص ۴۵۲ میں لکھا ہے کہ اغنیاء پر فرض ہے کہ فقراء کی ضروریات کو پورا کریں اور حاکم وقت کے لئے جائز ہے کہ اغنیاء کو اس بات پر مجبور کرے علامہ کی اصل عبارت یہ ہے۔

وفرض علی الاغنیاء من اہل کل بلد ان یقوموا بفقرائھم ویجبرھم السلطان علی ذلک ان لم تقم الزکوٰۃ بھم ولا فی سائر اموال المسلمین بھم فیقام لھم بما یأکلون من القوت الذی لابد منہ ومن اللباس للشتاء والصیف بمثل ذلک وبمسکن یکنھم من المطر والصیف والشمس وعیون المارۃ۔ انتھی۔

لیکن ابن حزم مالکان اموال کو معاوضہ دینے کا بھی قائل نہیں اور یہ اسکی تفردات میں سے ہے۔ الغرض ضرورت کے وقت اغنیاء کے اموال سے فقراء کی حاجت برآری فرض ہے مگر اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ بادشاہ وقت زمین کے قانونی مالکوں سے زمین چھین کر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بے زمین لوگوں کو زمین بھی فراہم کرے گا۔

ب - رہا ابو عبیدہ بن الجراح کا جہاد کے موقعہ پر تین سو ساتھیوں کو اپنا اپنا تمام توشہ اکٹھا کرنے کا حکم دینا (بخاری ص۶۲۵) اور اس سے اپنا مدعیٰ ثابت کرنا تو اس سے بھی تحدید ملکیت ثابت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس واقعہ میں نہ تو یہ توشے ابو عبیدہؓ کی ملکیت بنائے گئے تھے اور نہ اوقاف کی طرح غیر مملوکہ تھے۔ بلکہ ان میں ملکیت شخصی بہر حال باقی تھی۔ اور اباحت کی شکل میں ایک دوسرے کے راشن سے فائدہ اٹھانے کا کہا گیا تھا۔ غزوۂ خیبر میں سویق کا اکٹھا کر کے یکساں تقسیم کرنے کی بھی یہی حقیقت ہے۔

ج - حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت بلالؓ کو دی گئی وادیٔ عقیق کی زمین واپس لے لینے کو بھی تحدید ملکیت کیلئے پیش کیا جاتا ہے، حالانکہ یہ زمین غیر آباد (موات) تھی حضرت عمر نے صرف وہی حصہ اس سے واپس لیا جو انہوں نے آباد نہیں کیا اور جو آباد اور زیر کاشت لایا گیا تھا۔ اُسے واپس نہیں لیا (رواہ یحییٰ بن آدم عن عبداللہ بن ابی بکر کذا فی التعلیق علی الاموال ۹۰) اور یہ اب بھی جائز ہے کہ جب ایک شخص تین سال کے اندر اندر ارض موات کو آباد نہ کرے تو حکومت وقت اس کو واپس لے سکتی ہے، کیونکہ ارض موات میں آباد کرانے سے قبل صرف قبضہ سے ملکیت ثابت ہی نہیں ہوتی، ہدایہ میں ہے:

فبقی غیر مملوک کما کان هو الصحیح (ج ۴ ص ۴۶۳)

ایسی زمین غیر آباد ہونے کی وجہ سے مملوک ہی نہیں ہوتی بلکہ غیر مملوک ہے۔

د - اس میں شک نہیں کہ حضور علیہ السلام نے مجاہدین کی خوشی اور طیب خاطر سے قبیلۂ ہوازن کے وفد کو اُن کے قیدی واپس دئے تھے۔ (بخاری ص۶۱۸) مگر اس سے بھی تحدید ملک کا جواز معلوم نہیں ہو سکتا، کیونکہ اوّلاً تو یہ احتمال موجود ہے کہ یہ واپسی تقسیم سے قبل ہوئی ہو۔ جیسا کہ ابن کثیر کی رائے ہے کہ:

وظاهر سیاق حدیث عمرو بن شعیب الذی اوردہ محمد بن اسحٰق عن ابیه عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ردّ الی هوازن سبیهم قبل القسمة ([illegible])

حدیث سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضور نے بنو ہوازن کو ان کے قیدی تقسیم سے پہلے پہلے واپس کر دئے تھے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس احتمال کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ ملکیت شخصی ثابت ہی نہیں ہوئی تھی، جبکہ تحدید ملکیت میں تو شخصی ملکیت کا ازالہ ہوتا ہے۔ اور اگر بالفرض یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یہ واپسی تقسیم کے بعد ہوئی، جیساکہ بخاری کی روایت وقد کنت استأنیت بکم سے مفہوم ہوتا ہے تو اس سے بھی حاکمانہ اور جبری طور پر ملکیت چھین لینے یا اسے محدود کر دینے کا جواز نہیں نکالا جا سکتا، اس لئے کہ یہاں واپسی طیب خاطر یعنی پوری رضا و رغبت سے ہوئی تھی اور اس طیب خاطر کی پوری رعایت اور تحقیق کر کے ایسا کیا گیا۔ اور ایسی واپسی اب بھی بالاجماع جائز ہے۔

پھر یہ بات بھی واضح رہے کہ اکثر مجاہدین نے قیدیوں کو مفت واپس کیا اور جن افراد مثلاً اقرع بن حابس اور عیینہ اور ان کی قوم نے مفت واپس کرنے سے انکار کیا (البدایۃ والنہایۃ ج ۴ ص ۳۵۳) اور انہیں معاوضہ دینے کا وعدہ کیا گیا تو وہ عوض بھی قیمت اور ثمن نہیں تھا۔ کیونکہ اس وعدہ میں نہ ثمن کی مقدار معلوم تھی اور نہ اجل متعین تھا اور شریعت میں ایسی خرید و فروخت جائز ہی نہیں جس میں نہ قیمت معلوم ہو، نہ ادائیگی کی میعاد، یہاں تک کہ اس معاملہ میں تو ثمن کی ادائیگی اور اس کا تحقق بھی غیر یقینی تھا، جس پر بخاری کے یہ الفاظ دلالت کر رہے ہیں۔ کہ ومن احب منکم ان یکون علی حظہ حتی نعطیہ ایاہ من اول ما یفیئ اللہ علینا فلیفعل۔ (جو تم ہی سے چاہے کہ اگر ہمیں اللہ نے مال غنیمت ہی سے کچھ دیدیا تو انہیں ان کا معاوضہ ادا کر دیا جائے گا۔) ان الفاظ سے بھی یہی واضح ہو رہا ہے۔ پس اس حدیث سے بھی تحدید ملک یا تبدیل ملک کا استدلال غیر صحیح ہے۔

۵۔ پانچویں دلیل تحدید ملکیت کے لئے فقہاء کرام کے قاعدہ تحمل الضرر الخاص لدفع الضرر العام کی پیش کی گئی ہے، یعنی کسی عام ضرر کے ازالہ کی خاطر ضرر خاصہ برداشت کیا جائے، لیکن اس قاعدہ سے بھی تحدید ملکیت کے جواز کا استنباط درست نہیں، کیونکہ اس ملک میں ہر بے زمین شخص کو تو تکلیف اور مصیبت لاحق نہیں ہوتی، لاکھوں لوگ جو زمین کے مالک نہیں ہیں، مگر نہ ننگے ہیں نہ بھوکے بلکہ دیگر معاشی ذرائع کی وجہ سے آسودہ حال ہیں۔ ثانیاً کہ ضرر عامہ اگر موجود ہے تو دونوں طرف کو اور دونوں صورتوں میں ہے۔ البتہ طالبین تحدید عموماً وہ لوگ ہیں جو سوشلسٹ اقوام اور نظریات سے متاثر ہیں۔ اور عموماً ان کے دلوں میں حلال و حرام کی تمیز اور آخرت کا احساس نہیں، مذہب ان کے نزدیک ثانوی حیثیت کا حامل ہے، پیٹ

باقی ص ۲۶ پر

© rasailojaraid.com